

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

حضرت اُمّ ایمن..... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُٹا

قسط: ۲

مولانا ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی

غزواتِ نبوی میں شرکت:

ایک تاریخی واقعہ اور نبوی سنت یہ رہی ہے کہ عہدِ نبوی میں خواتین غزوات میں شرکت کیا کرتی تھیں، عام خواتین کے علاوہ ازواجِ مطہرات کی بعض غزوات میں شرکت و خدمت کی ناقابلِ تردید روایات ملتی ہیں، ان کا غزوات اور بعض سرایا میں جانا محض رفاقت کی بنا پر نہیں تھا جیسا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے، بلکہ وہ خدمت اور فوجی فرائض کی بجا آوری بھی کرتی تھیں اور بعض خواتین نے تو باقاعدہ سیف و سنان کے ساتھ جہاد بھی کیا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمی نے اپنے قلعہ حفاظت میں ایک دشمن کو مار گرایا تھا، میدانِ جنگ میں ان کی موجودگی، کارگردگی اور خدمت گزاری بابِ جہاد کا ایک حسین ترین عنوان ہے اور وہ سچ بات یہ ہے کہ ایک الگ تحقیقی مطالعے کا موضوع ہے۔

اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا، انھیں مجاہدات اور سرفروش خواتین میں سے ایک تھیں، جنھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں شرکت کی تھی اور جہاد و قتال کے میدان میں اپنے حصے کا فریضہ انجام دیا تھا، ان کا زیادہ تر کام زخمیوں کی دوا دارو کرنا اور سپاہیوں کو پانی پلانا وغیرہ وغیرہ فوجی کام ہی بتایا گیا ہے، لیکن قوی امکان ہے کہ اس کے علاوہ بھی انھوں نے اور دوسرے فرائض انجام دیے ہوں کہ میدانِ جنگ اپنے خاص تقاضے رکھتا ہے۔

غزوہ بدر میں خواتین بالخصوص حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت کا سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اصلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے جنگ کے لیے نہیں تشریف لے گئے تھے بلکہ شام سے واپس آنے والے قریشی کارواں کے ارادے سے گئے تھے، بدر کی جنگ بلا ارادہ و منصوبہ پیش آگئی تھی، لہذا اس میں مرد غازیانِ کرام کی شرکت ہی ضرورت سے کم تھی تو خواتین کی شرکت کیا ہوتی، البتہ بعد کے دوسرے غزوات منصوبہ بند تھے اور ان میں خواتین بھی باقاعدہ شریک کی گئی تھیں، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت جہاد کی روایات غزواتِ اُحد، خیبر و حنین وغیرہ کے حوالے سے ملتی ہیں۔

غزوہ اُحد ۳ھ/۶۲۵ء:

ابن سعد نے واقدی کی روایت میں صرف یہ بیان کیا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے جنگِ اُحد میں شرکت کی، وہ پانی پلاتی اور زخمیوں کا دوا دارو کرتی تھیں۔ (۴۶) مگر بلا ذری نے اس واقعے کے ساتھ دوسرا دلچسپ جنگی واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُٹا حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا، انصار کی کچھ خواتین کے ساتھ مسلمانوں کو پانی پلا رہی تھیں، دشمن سپاہی حبان ابن العرقہ نے ان کو تیر کا نشانہ بنایا، جس نے ان کے دامن کے ذیل کو زمین میں پیوست

ماہنامہ ”نقیبِ تم نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

کر کے ان کا ستر کھول دیا، دشمن اپنی حرکتِ ناشائستہ پر خوب ہنسا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ کو ایک تیر دے کر فرمایا کہ اس کا نشانہ لو، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تیر چلایا جو اس کو جا لگا اور اس کا کام تمام کر دیا، وہ لڑھک کر گرا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کھل گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سعد! نے ان کا بدلہ لے لیا، پھر ان کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو ہمیشہ قبول فرمائے اور تمہاری تیر اندازی کو پکا کر دے۔ (۴۷) دوسری خواتینِ احد تھیں: حضرت اُمّ سلیم بنت ملحان، حضرت عائشہ، حمہ بنت جحش اور حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہن۔

اسی غزوہ کا ایک اور واقعہ بلاذری نے نقل کیا ہے کہ غزوہٗ اُحد میں قریشی شہسوار دستے کے اچانک حملے کی بنا پر جب افراتفری پھیل گئی اور کچھ مسلمان مجاہدوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت اُمّ ایمن بھاگنے والوں کے چہروں پر خاک پھینک کر ان کو غیرت دلائے لگیں: ”بھگوڑو کہاں بھاگے جاتے ہو، واپس لوٹو۔ (۴۸)

واقدی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ میدانِ جنگ تشریف لے گئی تھیں اور اُن کے ساتھ بعض دوسری خواتین بھی تھیں، قلعہٗ حفاظت سے حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمی نے مسلمانوں کی ہزیمت کا دل دوزِ نظارہ دیکھنے کے بعد جب میدانِ جنگ کا رخ کیا تو بنو حارثہ کے محلے میں اُن کی ملاقات حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اور بعض انصاری خواتین سے ہوئی اور وہ سب دوڑ کر خدمتِ نبوی میں پہنچیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیریت دریافت کی۔ (۴۹)

غزوہٗ مُزِیسِیج:

۶۲۷ھ/۶۲۷ء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم قبیلہ بنوالمصطلق کے خلاف فوجی کارروائی کی، اس کو مقامِ جنگ کے نام سے موسوم کر کے بالعموم غزوہٗ مُزِیسِیج کہا جاتا ہے، یا قبیلہ کی طرف نسبت دے کر غزوہٗ بنوالمصطلق کا نام دیا جاتا ہے۔ غزوے سے واپسی کے سفر میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بعض منافقین نے تہمت لگائی، جس کا شکار بعض مسلمان بھی ہو گئے۔ مدینے واپس آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہٗ اِفک کی تحقیق فرمائی اور اپنے اہل بیت کے مردوں اور عورتوں سے مشورہ کیا، مردوں کے علاوہ خواتین میں حضرت بریرہ باندی (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی اور اسی طرح دوسری زوجہٗ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار، پاک و صاف زندگی اور عفت و طہارت کی بہت خوبصورت گواہی دی، پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا، ان کا جواب تھا: میرے کان و آنکھ محفوظ رہیں، میں نے ان کے بارے میں سوائے خیر کے نہ کچھ جانا اور نہ کچھ گمان کیا۔ (ثم سأل رسول الله ﷺ اُمّ ایمن فقالت

حاشی سمعی و بصری ان اکون علمت او ظننت بها قط الا خیرا)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے ایک متفقہ اظہار و اعلانِ برأت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد خطبہٗ عطا فرمایا۔ (۵۰) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے استفسار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے پر کیا تھا۔

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

قیاس کہتا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اس غزوے میں شریک تھیں اور دوسری خواتین اہل بیت بھی، جن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کے بارے میں تحقیق فرمائی تھی، روایات سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد صحابہ کرام اور خواتین صحابیات میں سے صرف مخصوص لوگوں سے ہی دریافت فرمایا تھا، نہ سب قریبی صحابہ سے اور نہ تمام اہل بیت و ازواجِ مطہرات سے، دوسرے جن سے تحقیق حال کی تھی ان میں مرد و خواتین میں سے بیشتر کی شمولیت کی تصدیق ہوتی ہے، تیسرے یہ کہ واقعہ اُفک ایک مخصوص مقام و موقع سے متعلق تھا، لہذا اس غزوے کے شرکاء سے ہی تحقیق حال منطقی لگتی ہے۔ ان وجوہ سے ان کی شرکت کا یقین ہوتا ہے۔

غزوہ خیبر ۶۲۹ھ/۶۲۹ء:

ابن سعد نے صرف ایک جملے میں بیان کیا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھیں، اس کے علاوہ انھوں نے اس روایت کی کوئی تفصیل نہیں دی ہے، جیسی کہ غزوہ اُحد کے بارے میں دی ہے۔ (۵۱) واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس غزوے میں مدینہ سے بیس خواتین نے حصہ لیا تھا اور ناموں کی فہرست میں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی نام لیا ہے۔

غزوہ خیبر کے ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ ابن اسحاق کی سیرت میں ضمناً آ گیا ہے، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت ایمن بن عبید خزرجی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں شریک نہیں ہوئے اور وہ بنو عوف بن الخزرج کے ایک فرد و مرد کار تھے: (وكان قد تخلف عن خيبر وهو من بني عوف بن الخزرج وكانت أم أيمن مولاة رسول الله صلى الله عليه وسلم).

حضرت اُمّ ایمن باوجود خاتونِ خانہ ہونے کے اس غزوے میں شرکت کی تھی، ان کو فرزند کی بزدلی یا کوتاہی پر غصہ آیا اور انھوں نے فرزند کو سرزنش کی، حضرت حسان بن ثابت خزرجی نے حضرت اُمّ ایمن کی جناب میں ان کے فرزند کی طرف سے عذر پیش کیا اور چند اشعار میں اس کو ڈھال دیا:

جنت ولم تشهد فوارس خيبر	على حين ان قالت لأيمن أمه
أضرَّ به شرب المديد المخمر	وأيمن لم يجبن ولكن مهره
لقاتل فيهم فارسا غير أعسر	ولولا الذي قد كان من شان مهره
وما كان منه عنده غير أيسر	ولكنه قد صده فعل مهره

ابن ہشام کا تبصرہ ان اشعار پر یہ ہے کہ ابو زید نے یہ اشعار حضرت کعب بن مالک کے بطور ان کو سنائے تھے۔ (۵۲) دوسرے غزوات میں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت خارج از امکان و بعید از قیاس نہیں ہے، خصوصاً اس روایت کے بعد کہ انھوں نے مجاہدین اسلام کو غزوہ حنین کے موقع پر ثبات قدمی کی دعا دی تھی، مگر اپنی تنگی زبان کے سبب ”ثبت“ کو ”سبت“ بنا دیا تھا اور اس کا ذکر ان کی عربی زبان میں غلطی کے حوالے سے آتا ہے، واقعات کی تاریخی ترتیب تقاضا

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

کرتی ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا فتح مکہ اور غزوہ حنین دونوں میں شریک تھیں، کیونکہ انھوں نے یہ دو عمارتیں جنگ میں جاتے وقت دی تھیں، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اسلامی فوج کے ساتھ مکہ مکرمہ اور وہاں سے حنین گئی تھیں۔
سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

اپنی دنیاوی حیات طیبہ کے اواخر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کلبی کو سریہ فلسطین کا امیر مقرر فرمایا، اس کا بنیادی مقصد رومیوں سے حضرت زید بن حارثہ کلبی کی شہادت اور ان کے رفقاء کی الم ناک موت کا انتقام لینا تھا، واقدی کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شنبہ ۲۶ صفر ۱۱ھ کو مسلمانوں کو ”غزوہ روم“ کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا اور دوسرے دن منگل کو حضرت اسامہ بن زید کلبی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فوج کی کمان سونپی، اس کے ایک دن بعد ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہو گئی اور اسلامی لشکر اپنی منزل کے لیے روانہ نہ ہو سکا۔

اس دوران لوگوں کو باتیں بنانے اور تنقید کرنے کا موقع مل گیا اور بعض حلقوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا کہ وہ نوجوان اور غلام زادے ہیں اور اس سے قبل انھوں نے حضرت زید کلبی کی امارت پر اسی طرح اعتراضات کیے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید اور ان کے فرزند حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما دونوں کی امارت کے لیے ان کی لیاقت کی تصدیق کی اور اپنے خطبہ عالیہ میں معترضوں کے اعتراضات کو شد و مد سے رد فرمادیا اور فوج کی امارت پر ان کو برقرار رکھا۔ (۵۳)

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا جو نوجوان امیر لشکر کی ماں تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر گاہ میں قیام کرنے سے بچانے اور ان کی حالت سدھارنے کے لیے وقت عطا فرمایا جائے کہ موجودہ حالت میں وہ کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکیں گے، ان کا مقصد وہی تھا کہ ان کو امارت سے معاف کر دیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لشکر اسامہ کو ضرور روانہ کیا جائے اور حضرت اسامہ کو لشکر گاہ کا حکم عطا فرمایا۔

و دخلت أم ایمن فقالت : ای رسول الله لو ترکت أسامة یقیم فی معسكره حتی تتماثل فان أسامة إن خرج علی حالته لم ینتفع بنفسه فقال رسول الله ﷺ انفذوا بعث أسامة. (۵۴)

حضرت اسامہ اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہونے والے تھے کہ ان کی والدہ حضرت اُمّ ایمن کے قاصد نے ان کو اطلاع دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقتِ آخر آ گیا، لہذا وہ مدینے کا برصحبہ کے ساتھ لوٹ آئے، جن میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما شامل تھے:

فبینا أسامة یرید أن یركب من الجرف أتاه رسول أم ایمن وهي أمه ، تخبره أن رسول الله

یموت. (۵۵)

قیام مدینہ کے واقعات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّ ایمن کی زیارت کے لیے تشریف لے جانا:

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنا اور ان کے گھر پابندی سے جانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، ابن اثیر اور دوسرے اہل سیر و سوانح کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ ان کے گھر جا کر ان کی زیارت فرماتے تھے، و کان یزورہا فی بیتہا۔ (۵۶)

بظاہر یہ زیارت مدنی دور سے متعلق معلوم ہوتی ہے لیکن اس کو مطلق واقعہ اور مستقل سنت سمجھنا چاہیے، کیونکہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن حارثہ کلبی سے مکہ مکرمہ میں منسوب ہونے کے بعد ایک الگ مکان میں رہنے لگی تھیں، ان کے مقام و مرتبہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے تعلق و رابطہ کی بنا پر آپ کے دوسرے اعزہ و اقربا اور صحابہ بھی ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے، ان میں حضرات شیخین، حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ نمایاں تھے: و قیل إنَّ ابا بکر و عمر کانما یزورانہا کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورہا۔ (۵۶)

ابن اثیر نے یہ روایت کلمہ ”ضعف“ کے ساتھ بیان کی ہے کہ وہ مجروح، کمزور یا غلط روایت ہے، لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اس کی تائید دوسرے مصادر کی روایات سے ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرات شیخین ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے، حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خاص طور سے، امام مسلم نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل پر ایک باب باندھا ہے، جس میں واضح حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، ایک دوسری حدیث ہے کہ ایک بار تشریف لے گئے تو انھوں نے شربت پیش کیا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کر دیا تو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا غصے ہوئیں، تیسری حدیث میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے جانے کا ذکر ہے۔ (۵۸) حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن انس انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی أم ایمن فانطلقت معہ ، فناولته إناء فیہ شراب، قال لا أدری أصادفته صائماً أو لم یرده فجعلت تصخب علیہ و تذمر علیہ۔ (۵۹)

حجاب:

حضرت اُمّ ایمن کا تعلق اہل بیت نبوی سے تھا کہ وہ موالی نبوی ہونے کے سبب گھر والوں میں سے تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی بنا پر ان سے محبت بھی فرماتے تھے اور ان کے لیے وہی پسند کرتے تھے جو اہل بیت کے لیے کرتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بھی حجاب کا حکم دیا تھا: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: غطی قناعک یا اُمّ ایمن۔ (۶۰)

اقطاع عطیہ نبوی:

امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین کو انصار کے اصرار و محبت پر ان کے باغات میں شریک و سہیم بنادیا تھا اور ان کو کھجور کے درخت اور ارضی بہہ کردی تھی، غزوہ بنو نضیر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو یہودی اراضی سے قطائع (زمین کے عطیات) عطا فرمائے اور ان سے انصار کے باغات کے حصص اور ان کی اراضی ان کے مالکوں کو واپس کرادی۔ کچھ انصاری عطایا و اراضی پھر بھی مہاجرین و مہاجرات کے قبضے و ملکیت

ماہنامہ ”نقیبِ مہموت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

میں رہ گئی، کیونکہ ان کو نصیری اراضی سے زمین و جائیداد نہیں ملی تھی۔ غزوہ بنی قریظہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موہوبہ انصاری اراضی کو بھی ان کے اصل مالکوں کو واپس لوٹانے کا فیصلہ کیا۔ ان میں ایک اراضی اور باغ کا حصہ حضرت انس بن مالک خزرجی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا تھا، جو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے تصرف میں تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کا علم ہوا تو انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خدمت نبوی میں بھیجا کہ وہ اپنے حصہ باغ کی واپسی کی درخواست کریں۔ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے آنے کا علم ہوا تو وہ بھی فوراً جناب نبوی میں پہنچیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گردن میں کپڑا ڈال کر فرمانے لگیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا عطیہ ہرگز واپس نہیں کریں گے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زمین واپس کرنے کا حکم دیا، لیکن وہ راضی نہ ہوئیں، آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ایمن کو انصاری اراضی کا دس گنا یا اس کے مساوی دے کر ان کو راضی کر لیا۔ (۶۱)

عن انس قال كان الرجل يجعل للنبي ﷺ النخلات حتى افتتح قريظة والنضير و ان اهلي امروني ان آتي النبي ﷺ فاساله الذي كانوا اعطوه او بعضه ، و كان النبي ﷺ قد اعطاه ام ايمن ، فجاءت ام ايمن فجعلت الثوب في عنقي تقول كلا والذي لا اله الا هو ، لا يعطيكم و قد اعطيتها ، او كما قالت ، والنبي ﷺ يقول : لك كذا ، و تقول كلا والله ، حتى اعطاها ، حسبت انه قال : عشرة امثاله ، او كما قال .

حافظ ابن حجر شارح مسلم، امام نووی کے حوالے سے حضرت اُمّ ایمن کے رویے کے تشریح کی ہے کہ وہ اس عطیہ کو مستقل و تابدست تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تالیف قلب اور لحاظ محبت کی بنا پر ان کے خیال و گمان کی تردید نہ کی اور اپنی طرف سے ان کو عطا فرمایا، اتنا عطا فرمایا کہ وہ راضی ہو گئیں، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنا تھیں۔

نبوی تعلق خاطر:

لاڈ پیار کا ایک رشتہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ استوار کر رکھا تھا، ایک بار وہ خدمت نبوی میں تشریف لائیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کو ایک اونٹ برائے سواری عطا فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ مذاق فرمایا کہ میں آپ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ میرا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا اور مجھے اس کی خواہش بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تو آپ کو اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا“۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اسی طرح مزاح فرماتے تھے اور مزاح میں بھی سچ بات ہی کہتے تھے، اس واقعے میں واضح ہے کہ تمام اونٹنیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں۔ (۶۲)

زبان کی رخصت:

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا حبشی تھیں اور غالباً عربی حروف میں سے بعض کے مخارج صحیح نہیں نکال پاتی تھیں اور ان کی زبان میں بھی کچھ گرتھی، اسی بنا پر ان کو عسراء اللسان کہا گیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انھوں نے غزوہ

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

حنین کے موقع پر مسلمانوں کو ثبات قدمی کی دعا دی تو ”نسبت اللہ اقدامکم“ جس کا مفہوم کچھ اور ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تنبیہ فرمائی اور خاموش رہنے کا حکم دیا، (۶۳) حضرت اسامہ کے بارے میں بھی یہ روایت آتی ہے کہ وہ ”ث“ کی آواز کو ”س“ سے جدا نہ کر پاتے اور ”الثرید“ کو ”السرید“ کہتے تھے، (۶۴) لیکن اسی کے ساتھ ان کو رخصت بھی عطا فرمائی، وہ خدمت میں آتے تو لا سلام کہتے، غالباً وہ السلام علیکم واضح طور سے نہیں کہہ پاتے تھے، لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو ”سلام علیکم“ کہتے سنا تو اجازت عطا فرمادی کہ وہ صرف ”سلام یا السلام“ ہی کہہ لیا کریں، وہی ان کے لیے کافی ہے۔ (۶۵)

جانوروں کی چرائی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے مویشی تھے جو مختلف چراگا ہوں میں رہتے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی مویشی بھی اور اسلامی ریاست کے جانور بھی ان میں شامل تھے، ان کی دیکھ بھال اور چرانے کے لیے متعدد چروالے تھے، حضرت اُمّ ایمن بھی ان میں سے ایک تھیں، بلاذری کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دودھاری اونٹنیاں تھیں جن کو اُمّ ایمن چراتی تھیں:

كانت للنبي ﷺ منائح سبعة اعفر ترعاهن ام ايمن. بلاذري نے ان کی تفصیل بھی دی ہے۔ (۶۶)

غالباً اسی خدمت نبوی کے حوالے سے مدتوں بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اُموی نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت اسامہ بن زید کلبی رضی اللہ عنہما سے ایک گفتگو کے دوران فرمایا: اللہ اُمّ ایمن پر رحم فرمائے، میں ان کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں بکریاں مویشی لے جا رہی ہیں، اس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! وہ ہند یعنی حضرت معاویہ کی ماں سے بہتر تھیں اور زیادہ معزز بھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے معزز تر ہونے پر تعجب ہوا اور اس کا اظہار کیا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ پڑھی: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ (۶۷)، غالباً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ (۶۸)

مویشی چرانے کی ایک روایت حضرت اُمّ ایمن کے بارے میں اب تک مل سکی ہے اور وہ بھی مدنی دور کی، اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ مویشی چرانے کا کام انھوں نے صرف مدنی دور میں اور ایک آدھ بار کیا تھا اور حضرت اسامہ و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مکالمے سے اس کام کی سماجی فروتنی اور ناپسندیدہ حیثیت کا اشارہ سمجھنا بھی غلط ہے، گھریلو جانوروں کا چرانا اور اجرت پر چرواہی کرنا دونوں کام عرب روایات میں سماجی طور سے مقبول و پسندیدہ تھے اور اشراف خاندانوں کے لڑکے، موالی اور باندیاں اور معزز افراد و اشخاص یہ کام کرتے تھے، دراصل یہ نبیوں والا کام تھا اور تمام انبیائے کرام کے علاوہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لڑکپن میں جانوروں کو چرانے کا کام کیا تھا۔ (۶۹)

تجہیز و تکفین کی خدمت:

خاندان رسالت کی ایک بزرگ و عزیز فرد ہونے کا سبب حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا تمام دکھ سکھ کے واقعات میں ضرور شریک رہتی تھیں، یہ روایات کا قصور اور راویوں کی کوتاہی ہے کہ وہ کبھی سماج اور مدنی معاشرے کے اجتماعی کاموں میں

دین و دانش

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

ان کی شرکت اور افرادِ خاندان کی خدمت میں ان کی سعادت کا بالعموم ذکر نہیں کرتے ہیں، البتہ بعض اہم واقعات کے ضمن میں ان کے کام، کارگزاری اور خدمت کا حوالہ آجاتا ہے۔

۸ھ/۶۲۹ء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، ان کو غسل دینے والوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوازا و ارج مطہرات، حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت اُمّ سلمہ کے علاوہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہن بھی شریک تھیں، راوی نے تجہیز و تکفین کرنے کی سعادت پانے والوں میں ان کو سرِفہرست رکھا ہے۔ (۷۰)

اس سے قبل ۲ھ/۶۲۴ء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال غزوہ بدر کے دوران انتقال ہو گیا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں شرکت کے سبب شریک نہ ہو سکے اور ان کی نماز جنازہ اُن کے شوہر حضرت عثمان بن عفان اُموی نے پڑھائی تھی، ان کو غسل دینے کا فریضہ صرف حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے ادا کیا تھا۔ (۷۱) ۹ھ/۶۳۰ء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو غالباً ان کو بھی حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے ہی غسل دیا تھا۔

مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال قبل حضرت خدیجہ بنت خویلد اسدی رضی اللہ عنہا، اولین زوجہ مطہرہ کا انتقال ہوا، کلبی وغیرہ راویوں کا بیان ہے کہ ان کو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ مکرمہ نے غسل دیا تھا، ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی کہ تب وہ مسنون نہ ہوئی تھی۔ (۷۲) ان روایات کی بنا پر یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ خواتین اہل بیت کی تجہیز و تکفین کے کاموں میں حضرت اُمّ ایمن کی شرکت لازمی امر تھا۔

روایت حدیث:

حافظ ابن حجر نے بعض احادیثِ نبوی حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی سند و روایت پر قدیم کتب سے نقل کی ہیں: اول حدیث ہے کہ چور کا ہاتھ صرف ڈھال میں کاٹا جائے گا: لا یقطع السارق الا فی جنة۔ اس روایت کو مسند یحییٰ الحمائی اور حافظ ابو نعیم نے اپنی سند سے نقل کیا ہے، اس کے مطابق عہدِ نبوی میں اس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم کے برابر سمجھی جاتی تھی، لیکن اس کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔

دوسری طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ چٹائی دے دو تو انھوں نے حائضہ ہونے کے عذر کو پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

قالت اُمّ ایمن قال رسول اللہ ﷺ ناولیني الخمرة من المسجد، قلت: انی حائض، قال: ان حیضتک لیست فی یدک۔ (۷۳) (جاری ہے)

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (دسمبر 2018ء)

دین و دانش

حواشی:

(۴۶) ابن سعد: ج ۸، ص: ۲۲۵۔ (۴۷) بلاذری: ج ۱، ص: ۳۲۶۔ نیز ابن حجر۔ الاصابہ: ج ۴، ص: ۴۱۶۔ (۴۸) بلاذری، ج: ۱، ص: ۳۲۶۔ واقفی، ج: ۱، ص: ۲۷۸۔ (۴۹) واقفی، ج: ۱، ص: ۲۸۸، ۲۸۹۔ (۵۰) واقفی، ج: ۲، ص: ۴۳۰، ۴۳۱۔ بخاری۔ صحیح: کتاب المغازی، باب: حدیث الافک۔ مسلم۔ صحیح: کتاب التوبہ کے مطابق حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نوجوان فرزند اسماء بن زید کلبی سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تھا اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار کی تصدیق کی تھی۔ نیز فتح الباری، ج: ۷، ص: ۵۳۸، ۵۴۷۔ فاما اسامة فاشار علی رسول اللہ ﷺ بالذی یعلم من برأۃ اہله و بالذی یعلم لهم فی نفسه فقال: اہلک ولا نعلم الا خیرا۔ (۵۱) ابن سعد، ج: ۸، ص: ۲۲۵۔ وشہدت خبیر مع رسول اللہ ﷺ۔ ابن حجر۔ الاصابہ: ج ۴، ص: ۴۱۶۔ واقفی، ج: ۲، ص: ۶۰۰۔ (۵۲) ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۴۰۱، ۴۰۲۔ واقفی، ج: ۲، ص: ۶۸۴، نے حضرت ایمن بن عبید خزرجی کے علاوہ اس غزوے میں شرکت نہ کرنے والوں کے نام گنائے ہیں، روایت میں یہ دلچسپ اور اہم اضافہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیچھے رہ جانے والوں کو بھی حصہ عطا فرمایا تھا۔ (۵۳) بخاری۔ صحیح: کتاب فضائل الصحابہ۔ مناقب زید۔ مسلم۔ صحیح: فضائل زید بن حارثہ۔ نیز بخاری۔ صحیح: کتاب المغازی، باب: بعثت النبی اسماء بن زید فی مرضہ الذی توفی۔ فتح الباری، ج: ۸، ص: ۱۹۰، ۱۹۱۔ (۵۴) واقفی، ج: ۳، ص: ۱۱۱۹۔ (۵۵) واقفی، ج: ۳، ص: ۱۱۲۰۔ (۵۶) اسد الغابہ، ج: ۵، ص: ۵۶۷۔ حلبی، ج: ۱، ص: ۱۰۵، ۱۱۰۔ الاصابہ: ترجمہ اُمّ ایمن۔ (۵۷) اسد الغابہ، ج: ۵، ص: ۵۶۸۔ (۵۸) صحیح مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اُمّ ایمن۔ مسعود احمد، ص: ۸۵۸۔ (۵۹) ابن حجر۔ الاصابہ: ج ۴، ص: ۴۱۶۔ فاقبلت تضاحکہ۔ (۶۰) بلاذری، ج: ۱، ص: ۲۲۴۔ (۶۱) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب الخ۔ صحیح مسلم: کتاب الجہاد۔ باب رد المهاجرین الی الانصار من اہلہم۔ فتح الباری، ج: ۷، ص: ۵۱۲، ۵۱۳۔ نیز ابن سعد: ج: ۸، ص: ۲۲۵۔ (۶۲) بلاذری، ج: ۱، ص: ۲۲۴۔ (۶۳) ابن سعد، ج: ۸، ص: ۲۲۵۔ (۶۴) بلاذری، ج: ۱، ص: ۳۰۳۔ (۶۵) ابن سعد، ج: ۸، ص: ۲۲۴۔ (۶۶) بلاذری، ج: ۸، ص: ۵۱۳، ۵۱۴۔ (۶۷) الحجرات: ۱۳۔ (۶۸) بلاذری، ج: ۱، ص: ۴۷۵۔ (۶۹) بخاری۔ صحیح: کتاب احادیث الانبیاء، باب: یحکفون علی اصنام لہم۔ فتح الباری، ج: ۲، ص: ۵۳۳۔ وما بعد۔ مسعود احمد کی تاریخ میں بخاری کا حوالہ کتاب، کتاب بدء الخلق ہے جو غلط ہے، قالوا: اکنت ترعی الغنم؟ قال: وهل من نبی الا وقد رعاها۔ (۷۰) بلاذری، ج: ۱، ص: ۴۰۰۔ و توفیت زینب بنت رسول اللہ ﷺ فی سنة ثمان من الهجرة بالمدينة فغسلتها اُم ایمن و سودہ۔ (۷۱) بلاذری، ج: ۱، ص: ۴۰۱۔ و توفیت فی ایام بدر وہی عند عثمان و دفنت بالبقیع و صلی علیہا عثمان و غسلتها اُم ایمن۔ (۷۲) بلاذری، ج: ۱، ص: ۴۰۶۔ (۷۳) حافظ ابن حجر نے اس سنہ کو منقطع بتایا ہے: و هذا فیہ انقطاع۔ الاصابہ: ج ۴، ص: ۴۱۶۔